# امام احمد رضا خان ایک عبقری شخصیت

جب سے اس دارِ فانی کا وجود ہوا اور اس فرشِ گیتی پر انسانوں نے سکونت اختیار کی نہ جانے کتنے لوگوں نے اپنے قدومِ میمنت سے اس عالم کو شرف بخشا اور اس کے مقام و مرتبہ کو دوبالا کیا۔ اس فرشِ گیتی پر اپنے وقت کے مفکرین، مدبرین، مصنفین اور خطبا وغیرہ جلوہ فگن ہوئے ہر ایک نے اپنی علمی صلاحیتوں سے اکنافِ عالم کو روشن و تابندہ کیا اور یہ سلسلہ برابر چلتا رہا یہاں تک کہ چودھویں صدی میں ہندوستان کی سرزمین پر بریلی شریف اترپردیش میں ایک ایسا تابندہ ستارہ جلن فگن ہوتا ہے جو امام عاشقاں، محقق دوراں، علامۂ زماں، کثیر الاحساں، معتمد عالمیاں، معلم فقیہاں، تاج العلماء، تاج الحکماء، سراج الصلحاء، سراج الفقہاء، صاحب فہم و ذکا، امام المشائخ والفقہاء، بقیۃ السلف حجۃ الخلف، تاج الفحول، جامع معقول و منقول، محب اولاد بتول، فاضل جلیل، عالم نبیل، محدث عدیل، شمشیر بے نیام، رہنمائے ہر خاص و عام، سید العلماء والعلام، قدوۃ السالکین، زبدۃ السالکین، حجۃ السالکین، سند المحدثین، سلطان العاشقین، علم و حکمت کے بحر بیکراں، امام اعظم کے تدبر کے نشاں، کنز الکرامت، جبل الاستقامت، غواص بحر معرفت، صاحب رشد و ہدایت، مخزن علوم شریعت و معرفت، وارث تاج مجددیت، مجدد مائۃ ماضیہ، مؤید ملت طاہرہ، صاحب حجت قاہرہ، مطلع انوار رحمانی، منبع اسرار سنانی، فانوس نور حقانی، نائب غوث صمدانی، جانشینِ امام ربانی، حق وصداقت کی نشانی: الحافظ العالم الفاضل المحدث المفسر المدقق المفکر المؤرخ المتکلّم الشاہ امام احمد رضا خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ سے پہلے بہت سارے وقت کے عظیم فقہا گزرے جنہیں چار سے پانچ یا اُس سے کچھ زیادہ فنون میں مہارت حاصل تھی، لیکن جب آپ کی ذات کا مطالعہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تقریباً ۵۲ علوم عطا فرمائے، بعض نے تو سو سے بھی زیادہ علوم و فنون ثابت کیے ہیں، ایسا مفکر گزشتہ ۱۲ ویں اور ۱۳ ویں صدی ہجری میں نظر نہیں آتا ہے، جس مسئلہ پر قلم اٹھایا تو مسئلہ کے جواب میں پورا رسالہ ہی تیار کر دیا۔

درج ذیل سطور میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جلالت علمی و ذہانت کو ملاحظہ کریں گے۔

**ولادت باسعادت:** اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت شہر بریلی شریف محلہ جسولی میں ۱۰/ شوال المکرم ۱۲۷۲ھ روز شنبہ وقتِ ظہر مطابق ۱۴/ جون ۱۸۵۶ء کو ہوئی۔ (حیات اعلیٰ حضرت: ج ۱، ص: ۴۴)۔

**تعلیم:** آپ کے جدِ امجد مولانا رضا علی خاں نے عقیقے کے دن ایک خوش گوار خواب دیکھا جس کی تعبیر یہ تھی کہ یہ فرزند فاضل و عارف ہوگا۔ آپ نے چار سال کی عمر شریف میں قرآن شریف ناظرہ ختم کیا اور چھ سال کی عمر میں ماہِ مبارک ربیع الاول شریف میں منبر پر بہت بڑے مجمع میں میلاد شریف پڑھا۔ (حیات اعلیٰ حضرت: ج ۱، ص: ۶۱)۔

چھ سال کی عمر شریف میں ایک عرب سے آنے والے شخص سے کافی دیر تک فصیح عربی زبان میں بات چیت کی، آٹھ سال کی عمر میں دورانِ تعلیم درسِ نظامی میں داخل نصاب کتاب "ہدایۃ النحو" کی عربی زبان میں شرح فرمائی۔

فاضلِ بریلوی قدس سرہ نے تمام مروّجہ علوم و فنون اپنے والد ماجد سے پڑھ کر تقریباً ۱۴ سال کی عمر میں سند فضیلت حاصل کی، اور مسندِ تدریس وافتا کو زینت بخشی، والد ماجد کے علاوہ حضرت شاہ آل رسول مارہروی، علامہ احمد بن زینی دحلان مفتیٔ مکہ مکرمہ، علامہ عبد الرحمن مکی، علامہ حسین بن صالح مکی اور حضرت مولانا شاہ ابوالحسین احمد نوری رضی اللہ عنہم سے بھی استفادہ کیا، امام احمد رضا نے کچھ علوم تو اپنے زمانے کے متبحر علما سے پڑھے، باقی علوم خداداد قابلیت کی بنا پر مطالعہ کے ذریعہ حل کیے اور نہ صرف پچاس سے زائد علوم و فنون میں محیر العقول مہارت حاصل کی بلکہ ہر فن میں تصانیف بھی یادگار چھوڑیں۔

امام احمد رضا بریلوی ۱۴/ رمضان المبارک ۱۲۸۶ھ / ۱۸۷۰ء کو پونے چودہ سال کی عمر میں علومِ دینیہ کی تحصیل سے فارغ ہوئے، اسی دن رضاعت کے ایک مسئلے کا جواب لکھ کر والد ماجد کی خدمت میں پیش کیا جو بالکل صحیح تھا، اسی دن سے فتویٰ نویسی کا کام آپ کے سپرد کر دیا گیا اُس دن سے آخر عمر تک مسلسل فتویٰ نویسی کا فریضہ انجام دیتے رہے اور فتاویٰ رضویہ کی ضخیم بارہ جلدوں کا گراں قدر سرمایہ امتِ مسلمہ کو دے گئے، ردالمحتار علامہ شامی پر پانچ جلدوں جلدوں میں حاشیہ لکھا، قرآن پاک کا مقبول انام ترجمہ لکھا جو کنزالایمان کے نام سے معروف و مشہور ہے۔ (اعلیٰ حضرت بریلوی، ص: ۳۰)۔

امام احمد رضا بریلوی نے اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلالت کے خلاف لب کشائی کرنے والوں کے رد میں "سبحان السبوح عن عیب کذب مقبوح" کے علاوہ پانچ رسالے لکھے، اللہ تعالیٰ کو جسم ماننے والوں کے رد میں رسالہ "قوارع القھار علی المجسمۃ الفجار" تحریر فرمایا، دین اسلام کے مخالفین فلاسفہ کے خلاف رسالہ "الکلمۃ الملھمہ" رقم فرمایا۔

**عبقری فقیہ:** امام احمد رضا خان فاضل بریلوی مروّجہ علومِ دینیہ مثلاً تفسیر، حدیث، فقہ، کلام، تصوف، تاریخ، سیرت، معانی، بیان، عروض، ریاضی، توقیت، منطق، فلسفہ وغیرہ کے یکتائے زمانہ فاضل تھے، صرف یہی نہیں بلکہ طب، علم جفر، تکسیر، زیجات، جبر و مقابلہ، لوگارثم، جیومیٹری، مثلث کروی وغیرہ علوم میں بھی کامل مہارت رکھتے تھے، یہ وہ علوم ہیں جن سے عام طور پر علما تعلق ہی نہیں رکھتے، انھوں نے پچاس سے زیادہ علوم و فنون میں تصانیف کا ذخیرہ یادگار چھوڑا اور ہر فن میں قیمتی تحقیقات کا اضافہ کیا۔

**عربی لغات:** علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے لفظ "طف ؔبہ" پڑے کے معنی میں استعمال کیا اور فرمایا "حتی طفّ مِن جو انبھَا" اس پر امام احمد رضا خان نے فرمایا: "مجھے یہ فعل اور اس کا مصدر صحاح، صراح، مختار، قاموس، تاج العروس، مفردات، نہایہ، دُرِّ نثیر، مجمع البحار اور مصباح میں نہیں ملا، ہاں قاموس میں صرف اتنا ہے کہ "طف الملوك و الاناء و طففه و طفافه" وہ چیز جو اُس برتن کے کناروں کو بھر دے۔ (جد الممتار، ج:۱، ص:۱۲۹)۔

امام احمد رضا خان کو عربی زبان پر اس قدر عبور تھا کہ ایک ناموس لفظ دیکھتے ہی اُسے غریب سمجھا اور اُس کی غرابت پر دس مستند کتابوں کا حوالہ پیش کیا ان ماخذ پر عربی لغات بھی ہیں اور لغات حدیث بھی۔

**قوّتِ حافظہ:** جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ فرمایا کہ بعض ناواقف میرے نام کے ساتھ حافظ لکھ دیا کرتے ہیں حالاں کہ میں اِس لقب کا اہل نہیں ہوں، بس اُسی دن سے دور شروع فرما دیا جس کا وقت غالبًا عشا کا وضو فرمانے کے بعد سے جماعت قائم ہونے تک تھا یہاں تک کہ تیسویں روز تیسواں پارہ آپ نے سنایا۔ (حیات اعلی حضرت، ملخصًا: ج:۱، ص:۹۶)۔

**عقود الدرّیہ کی دو ضخیم جلدوں کا ایک رات میں مطالعہ:** علامہ ظفر الدین فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ اعلی حضرت رضی اللہ تعالی عنہ حضرت وصی احمد محدث سورتی کے یہاں پیلی بھیت تشریف لے گئے، ملاقات کے بعد دورانِ گفتگو عقود الدرّیہ کا ذکر نکلا۔ محدث صاحب نے فرمایا کہ میرے کتب خانے میں موجود ہے اعلی حضرت نے فرمایا: میں نے نہیں دیکھی ہے جاتے وقت میرے ساتھ کر دینا۔ محدث صاحب نے بخوشی قبول فرمایا اور کتاب لاکر حاضر کر دی مگر ساتھ ساتھ یہ بھی فرمایا کہ: جب ملاحظہ فرمالیں تو بھیج دینا۔ آپ کے یہاں تو بہت ساری کتابیں ہیں یہاں تو گنتی کی چند کتابیں ہیں۔ اعلی حضرت کا اُسی دن واپسی کا ارادہ تھا لیکن ایک جان نثار نے آپ کی دعوت کر دی اس لیے وہیں رک جانا پڑا۔ رات کو اعلی حضرت نے "عقود الدرّیہ" کو جو ایک ضخیم کتاب دو جلدوں میں تھی ملاحظہ فرمایا۔ دوسرے دن دوپہر کے وقت جب واپسی کا ارادہ فرمایا "تو مجھ سے فرمایا: "عقود الدرّیہ" محدث صاحب کو دے آؤ۔ مجھے تعجب ہوا کہ ارادہ تو لے جانے کا تھا واپس کیوں فرما رہے ہیں۔ لیکن بولنے کی ہمت نہ ہوئی۔ جب محدث صاحب کی خدمت میں کتاب لے کر حاضر ہوا، محدث صاحب زنانہ مکان سے اعلی حضرت کو روانہ کرنے کے لیے آرہے تھے میں نے کتاب دے کر اعلی حضرت کا جملہ ادا کیا کہ "اسے محدث صاحب کو دے آؤ" جب محدث صاحب پہنچے تو فرمایا: حضور میرے اس کہنے کا کہ جب ملاحظہ فرمالیں تو بھیج دینا شاید آپ کو ملال ہوا کہ اس کتاب کو واپس کر دیا، اعلی حضرت نے فرمایا: ارادہ بریلی ساتھ لے جانے کا تھا، اور اگر کل ہی جاتا تو اس کتاب کو ساتھ لے جاتا، لیکن جب کل جانا نہ ہوا تو شب میں اور صبح کے وقت پوری کتاب دیکھ لی، اب لے جانے کی ضرورت نہیں، حضرت محدث صاحب نے فرمایا: بس ایک مرتبہ دیکھ لینا کافی ہو گیا؟ اعلی حضرت نے فرمایا: اللہ کے فضل و کرم سے امید ہے کہ دو تین مہینہ تک تو جہاں کی عبارت کی ضرورت ہوگی فتاوی میں لکھ دوں گا، اور مضمون تو ان شاء اللہ تعالی عمر بھر کے لیے محفوظ ہو گیا۔ (حیات اعلی حضرت: ملخصًا، ج:۱، ص:۹۹)۔

اپنوں اور غیروں نے بھی اعلی حضرت رضی اللہ عنہ کی مدح سرائی کی ہے اور آپ کی جلالت علمی کو تسلیم کیا ہے، کچھ اقوال پیش خدمت ہیں۔

## ارباب دانش کی نظر میں:

### (۱) مولوی نظام الدین احمد پوری (وہابی)

"علامہ شامی اور صاحب فتح القدیر مولانا کے شاگرد ہیں۔ یہ تو امام اعظم ثانی معلوم ہوتے ہیں"۔ (سوانح سراج الفقہا)۔

### (۲) سید زکریا شاہ صاحب بنوری پشاوری

"اگر اللہ تبارک و تعالی ہندوستان میں احمد رضا خان بریلوی کو نہ پیدا کرتا تو ہندوستان میں حنفیت ختم ہو جاتی" (امام احمد رضا کی فقہی بصیرت)۔

### (۳) ملک غلام علی نائب ابو الاعلی مودودی صاحب

"حقیقت یہ ہے کہ مولانا احمد رضا خان صاحب کے بارے میں اب تک ہم لوگ سخت غلط فہمی میں مبتلا رہے ہیں، اُن کی تصانیف اور فتاوے کے مطالعے کے بعد اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ جو علمی گہرائی میں نے اُن کے یہاں پائی ہے وہ بہت کم علما میں پائی جاتی ہے اور عشق رسول تو اُن کی سطر بہ سطر سے پھوٹا پڑتا ہے۔ (ارمغان حرم، مطبوعہ لکھنؤ، ص ۱۴)۔

### (۴) جماعت اسلامی کے بانی ابو الاعلی مودودی

"مولانا احمد رضا خاں صاحب کے علم و فضل کا میرے دل میں بڑا احترام ہے فی الواقع وہ علوم دینی پر بڑی وسیع نظر رکھتے ہیں، اور اُن کی اس فضیلت کا اعتراف ان لوگوں کو بھی ہے جو ان سے اختلاف رکھتے ہیں۔ (مقالات یوم رضا، حصہ ۲، ص:۴۰)۔

## (۵)علامہ سید اسمعیل خلیل مکی رحمۃ اللہ تعالی علیہ

”میں اللہ کی قسم کھاکر کہتا ہوں کہ اگر امام اعظم ابو حنیفہ نعمان رضی اللہ تعالی عنہ ان فتاویٰ کو دیکھتے تو اُن کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں اور ان فتاویٰ کے مؤلف یعنی امام احمد رضا کو اپنے تلامذہ میں شامل کر لیتے“۔(الاجازت المتینۃ لعلماء بمکۃ والمدینۃ، ص:۲۲)

امام احمد رضا کی جلالت علمی کا یہ عالم تھا کہ انھیں جو عالم بھی ملا عقیدت واحترام کے ساتھ ملا اور ہمیشہ کے لیے ان کا مداح بن گیا ، حضرت علامہ مولانا وصی احمد محدث سورتی، عظیم محدث اور عمر میں بڑے ہونے کے باوجود امام احمد رضا خان سے اس قدر والہانہ تعلق رکھتے تھے کہ دیکھنے والوں کو حیرت ہوتی تھی۔

حضرت علامہ مولانا سراج احمد خانپوری اپنے دور کے جلیل القدر فاضل تھے اور علمِ میراث میں تو انھیں تخصّص حاصل تھا۔الزبدۃ السراجیہ لکھتے وقت ذوی الارحام کی صنف رابع کے بارے میں مفتی بہ قول دریافت کرنے کے لیے دیوبند، سہارن پور اور دیگر علمی مراکز کی طرف رجوع کیا کہیں سے تسلی بخش جواب نہ آیا پھر انہوں نے وہی سوال بریلی بھجوادیا ایک ہفتہ میں انہیں جواب موصول ہو گیا جسے دیکھ کر ان کا دماغ روشن ہو گیا اور وہ تازیست امام احمد رضا کے فضل وکمال اور تبحر علمی کے گن گاتے رہے۔

امام احمد رضا سے شدید اختلاف رکھنے والے بھی اُن کی فقاہت اور تبحر علمی کے قائل ہیں۔کون نہیں جانتا کہ امام احمد رضا خان نے ندوۃ العلماء کی صلح کلیت کا سخت تعاقب اور رد کیا تھا اس کے باوجود ندوہ کے ناظم اعلی علامہ ابوالحسن علی ندوی لکھتے ہیں:

”ان کے زمانے میں فقہ حنفی اور اُس کی جزئیات پر آگاہی میں شاید ہی کوئی اُن کا ہم پلہ ہو۔اس حقیقت پر اُن کا فتاوی اور ان کی کتاب ”کفل الفقیہ“ شاہد ہے جو انہوں نے ۱۳۲۳ھ میں مکہ معظمہ میں لکھی“(نزھۃ الخواطر:ج۸،ص:۴۱)۔

**وصال مبارک:** اسرارِ شریعت وطریقت کا اجالا پھیلا کر ۲۵/صفر ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء بروز جمعہ عین اُس وقت عبقریِ اسلام امام احمد رضا خان قدس سرہ کی روح قفسِ عُنصری سے اس وقت پرواز کر گئی جب مؤذن حي علی الفلاح کہہ رہا تھا۔

**محمد گل ریز رضا مصباحی، بریلی شریف**
**خادم التدریس جامعۃ المدینہ فیضان عطار، ناگ پور، مہاراشٹر**
9458201735